www.emarsiya.com

شاہ پر ماریہ میں ابرِ الم چھانے لگے

بند ۱۰۰ (در حال جناب امام حسینؑ)

شاہ پر ماریہ میں ابرِ الم چھانے لگے　　شبِ عاشور چلی غم کی خبر پانے لگے
چرخ پہ صبح کے آثار نظر آنے لگے　　ہر طرف مرغِ سحر دشت میں چلانے لگے
دل جو بھر آیا تو اک آہ بھری حضرت نے
کی ادا اٹھ کے نمازِ سحری حضرت نے

آمدِ صبح

شان وہ صبح کے آنے کی وہ لطفِ صحرا　　چترِ زر خسروِ خاور کا افق سے چمکا
گندمی رنگ کے معشوق کا چہرہ نکلا　　کسی محبوب کی ہے زرد قبا کا پردا
زعفراں کا ہے یہ کھیت اس کا ہے غل خلقت میں
گلِ صد برگ کھلا ہے کہیں جنت میں

طلوعِ مہر

شمسِ مشرق مہر سے روشن ہے کہ ہے شعلۂ طور　　نئی صورت سے ہوا نوح کے طوفاں کا ظہور
سیل کی طرح لگا پھیلنے ہر سمت کو نور　　ہر طرف شور ہوا خلق میں ہا اللّٰہ
ہے یہ طوفان نیا اس میں نئی خوبی ہے
سب نظر آتے ہیں یوں خلقِ خدا ڈوبی ہے

حضرت کا خیمہ سے برآمد ہونا

بزمِ انصار میں جب وہ شہِ ذیشان آیا　　دست بوسی کو ہر اک صاحبِ ایمان آیا
ساتھ احمد کے ہر اک خاصۂ یزداں آیا　　حوریں حاضر ہوئیں پابوسی کو رضواں آیا
جوش پر رحمتِ ربِّ دوسرا بھی آئی
سب کے سب آئے تو جنت کی ہوا بھی آئی

بہار

پھر ہوا آنے میں کیا دیر تھی ہنسنے لگے گل　　وجد میں لائی درختوں کو صدائے بلبل

www.emarsiya.com

خود بخود جوش میں آ گئی الفتِ بلبل
مست کرنے لگا کھسا میں طاؤس کا غل
یہاں قطرۂ شبنم سے نمو پاتے ہوئے
کس کی الفت میں ہیں ہیرے کی کنی کھائے ہوئے

پوری امیدیں ہوئیں وقت بہار آ جائے
پوری پوری نظر آنکھوں کو بہار آ جائے
دل عاشق کو تمنا ہے کہ یار آ جائے
پیش خیمہ ابھی آیا ہے بہار آ جائے
غنچے سر تا نگیں تو باتیں ابھی ساری بن جائیں
سر میں قافلۂ فصلِ بہاری بن جائیں

کرشمۂ گل

ایسی ہے کثرتِ گل حسن کا ٹھکانا ہی نہیں
زلزلہ آئے تو اب ہل نہیں سکنے کی زمیں
ڈھیر دم بھر میں پہنچنے کو ہیں تا چرخِ بریں
ہر طرف لوٹ رہی ہیں [illegible]
چار مہینے ہی میں ہر ماہ مل ہی چلاتی رہی
آخر اس بھیڑ میں ہر کس کی نظر جاتی رہی

ساقی نامہ

ساقیا جلد جبر لے ترا امیدوار ہوں میں
ہوشیاری ہے بڑا عاشقِ سرشار ہوں میں
غیر سے مانگ کے عاصی ترا لینے کا ہوں میں
جام و ساغر مجھے جب تجھ سے طلبگار ہوں میں
کر سکے بے ہوش مجھے ہوش میں لانے والا
کون ہے تیرے سوا میرا پلانے والا

خیر پوری ہی نہ کرے میری تمنا نہ سہی
یہ الفت مجھے جی بھر کے نہ دو لنگا تو کیا
نہرِ بادہ نہ سہی قلزم و دریا نہ سہی
یہی جام و سبو و خُم و مینا نہ سہی
ساقیا بوذر و مقداد کا رتبہ تو ہو
جس قدر نشہ تھا سلمان کو اتنا تو ہو

www.emarsiya.com

ہاں مگر اجرِ رسالت کا یہی ہے ادا
کہ عنایت سے مودت جسے خالق نے کہا
اوّل اُن اہلِ قرابت میں تمھی کو پایا
جو طلبگار ہو کرتا ہے خود اللہ عطا
مذہبِ بندہ نصیری سے جدا ہے ساقی
تو نہ دے غیر ہمارا بھی خدا ہے ساقی

لشکرِ اعدا کی تیاری سے امام [illegible]

دھوپ نکلی کہ ہوئے حشر کے آثار عیاں
بیٹھے تھے خیمۂ انصار میں سلطانِ زماں
خبر آئی کہ ہے تیار ادھر فوجِ گراں
قتلِ سادات کا سب جمع کیا ہے ساماں
باجے بجتے ہیں زمیں دشت کی تھراتی ہے
گرد کے ڈنکے کی صدا کوہ سے ٹکراتی ہے

سن کے ہی سب خاص و حشم یکبار اُٹھے
جاں نثار آقا پہ فدا کرنے کو انصار اُٹھے
بڑھ کے عباس علی ٹیک کے تلوار اُٹھے
دیکھ کے تیور کا غصہ شہِ ابرار اُٹھے
آپ اُس وقت بھی اعدا پہ ترس کھانے لگے
ہاتھ شانے پہ دھرا بھائی کو سمجھانے لگے

وصفِ فرسِ امام

اُس کو خالق نے دیا مرتبہ آیا اس میں کلام
ہے پیمبر کا فرس اور سوار اس پہ امام
گر یہ تشبیہ ہو عفو کرے ربِّ انام
وہ یہ قرآن کی سطریں ہیں یہ ہے اس کی لگام
حوریں ہر مرتبہ لیتی ہیں بلائیں اس کی
حلقۂ چشمِ ملک دونوں رکابیں اس کی

جان اس گھوڑے میں ہے تیغِ علی میں جوں نفس
قدم اس کے کبھی چوموں یہ ہوا کو ہے ہوس
ڈر جو ہے آیا تو پامال کرے گا یہ فرس
ہر طرف سے یہ صدا دیتے ہیں اعدا بس بس
رحم آتا ہے جو سب خوف سے چلاتے ہیں * آپ باگوں کو بہت کستے ہوئے آتے ہیں

www.emarsiya.com

تلوار کی تعریف

فوج میں بیٹھنے پائیں تھے کہ سلطانِ زماں
برچھیاں اٹھیں کہ کھنچنے لگی ہر ایک کماں
تیغ بیداد کا ہاتھوں میں آنا تو ہوا سب کو گماں
یوں چلی تیغ کہ لبریز ہوئی خون کی دہاں
جلد تر اپنے کو اعدوں سے بچا کے نکلی
میان سے نکلی جھمک بعد یہ پہلے نکلی

موت آئی ہے تو سیاہ ہیں رن کے نشاں
آگ کا برق یہ چمکا ہے کہ تیر نشاں
اور دم تیغ نہاں لیں یا نہیں جائے اماں
ایسے ہاتھ کو مار دے گی یہ پیر کو دل میں
جب کہ شیدا ہوئی ہے خلق میں جنبانی ہے
دیکھنے آیا تو سمجھتی ہوں کہ آ سائی ہوں

کھل گیا صاف کہ ہے یہ اجل و رب جواں
اس کا کھنچنا ہے کہ ہے جنگ جدل کا اعلان
سچ ہے قاتل ستم گر ہے جو اس کی نشان
جوہر اس میں ہیں کہ لکھا ہوا ہے پارۂ قرآن
شاہ دکھاتے ہیں قسم شمشیر امت کے لیے
سر اٹھایا واسطے آج شہادت کے لیے

شہادت امام حسین [illegible] اہل حرم درد ناک حالات

رن میں جب وقت ہوا قتل شہِ دیں کا
نکلی سر خیمہ سے زینب بکمال آہ کا
سید الرسل کی گردن پہ جو دیکھی تلوار
لپٹ سید سے کہا آئیں او نا ہنجار
تہہ خنجر دلِ محبوب خدا ہے ظالم
وائے ہو تجھ پہ کہ تو دیکھ رہا ہے ظالم

کبھی قبروں کی طرف دیکھ کے دیتی تھیں صدا
ہو غریبا وطنی جنت بسنے اہلِ قبرا
تم میں مہمان ہیں دلبند رسولِ دوسرا
کس سے فریاد کریں کوئی بھی باقی نہ رہا
اب طلبگار ہوں امداد کی کس سے جا کر * دیکھو ہم لٹ گئے بستی میں تمہاری آ کر

www.emarsiya.com

حال زینب کا جو کچھ تھا نہ دکھلائے داور — دوڑ کے جاتی تھیں اس سمت کبھی گاہ ادھر

ساتھ کھینچی ہوئی جاتی تھی زمیں پر چادر — خاک پر بیٹھ کے آخر یہ پکاریں مضطر

مورد رنج و غم و درد و پریشانی ہوں

امتی لوگو خبر لو کہ میں سیدانی ہوں